یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں روزہ کی اہمیت: تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

(Importance of Fast in Jewism, Christianity and Islam, A Comparative and Analytical Study)

ڈاکٹر خالد محمود عارف[1]، ڈاکٹر محمد احمد[2]، حافظ محمد شہباز[3]

Abstract

Every religion of the world has some rituals, traditions, rules, principles, and regulations. The followers of these religions should follow these rituals to show their commitment. When we have a deep study of revealed religions Judaism, Christianity, and Islam we find the significance and ritual of Fasting are common in all three. The main purpose of this article is to compare the meaning and importance of fasting in revealed religions. When we have a deep study of these religions, we find that fasting is an essential part of these religions on different occasions and different days of the year. However, fasting is the best way to repentance, patience, and individual thanks to God Almighty.

Key Words: *God, religion, Fasting, ritual*

الہامی مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روزہ کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے اجتناب کا نام ہے۔ The Encyclopaedia Britannica کا مقالہ نگار روزہ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

> "An abstention from meat, drink and all natural food for a determined period."[4]

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روزہ ان چند مشترک عبادات میں سے ہے جو الہامی و غیر الہامی مذاہب کا اہم رکن ہے۔ قرآن پاک نے اسی بات کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

> "يأَيُّهاَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ "[5]
>
> "اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے"

The Encyclopaedia Britannica کا مقالہ نگار انگلستان کے مشہور مصنف Herbert Spencer کی تصنیف Principles of Sociology کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ کس طرح اقوام میں روزے کے تصورات پر ان چڑھے ہیں:

> "From the accounts we have of various savage tribes in widely separated parts of the globe, a considerable body of evidence, from which he suggested that it may have arisen out of the

---

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومینٹز، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

[2] لیکچرر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، اصغر مال، راولپنڈی

[3] پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی و عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا

[4] "Fasting" in The Encyclopaedia Britannica, 11th ed.,(New York: Encyclopaedia Britannica Company, 1910), Vol. X, P. 193

[5] البقرۃ، 2: 183

custom of providing refreshments for dead, either by actually feeding the corpse, or by eatables and drinkables for its use."[6]

مقالہ نگار کے مطابق روزہ دنیا کے تمام ہی مذاہب کی اساس رہا ہے اور شاید ہی کوئی مذہب ایسا ہو جس میں روزہ موجود نہ رہا ہو ، ہاں اس کے محرکات وغیرہ میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ روزہ تمام ہی مذاہب کی ایک اہم عبادت شمار ہوتی ہے۔[7]

تاہم روزہ کا طریقہ کار تمام مذاہب میں مختلف ہے۔ لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ روزہ کے ذریعے پاکیزگی اور بزرگی کا حصول تمام ہی مذاہب کا مطمع نظر رہا ہے۔ روزہ خود شناسی، خدا سے جڑنے، نفس کشی اور گناہوں سے دور رہنے کی سب سے اہم اور معتبر شکل ہے۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جب کوئی اپنی نفسانی خواہشات سے دستبردار ہو جاتا ہے تو وہ دراصل ان خواہشات سے بغاوت کا اعلان کرتا ہے۔

مقالہ ہذا میں یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں روزے کی اہمیت و افادیت، نظریہ اور فلسفے کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ عنوان کی مناسبت سے پہلے تینوں مذاہب کے ماننے والوں کے نقطہ نظر کے مطابق روزے کی افادیت اور اہمیت کو واضح کیا جائے گا اور پھر ان مذاہب میں روزے کے طریقہ کار کے حوالے سے مشترکہ نکات کو واضح کیا جائے گا۔

الہامی مذاہب میں روزہ کی اہمیت

یہودیت میں روزہ

یہودیت میں ہر قسم کے کھانے پینے اور جنسی تعلق سے اجتناب و پرہیز کا نام روزہ ہے۔ یہود کے ہاں روزے کی تین اقسام ہیں۔ مقامی و علاقائی روزے (جو خاص مواقعوں پر رکھے جاتے ہیں)، لازمی عوامی روزے، نجی یا انفرادی روزے۔[8]

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے یہود مختلف اوقات میں مختلف نوع کے روزوں کا نہ صرف اہتمام کرتے ہیں بلکہ اس کو ایک اہم مذہبی فریضے کے طور پر اختیار کرتے ہیں۔ کتاب مقدس میں روزہ کے لیے جو مختلف الفاظ استعمال کیے گئے اُن میں سے ایک "اپنی جان کو دکھ دینے" کے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے حوالے سے روزہ کا تذکرہ کچھ یوں ملتا ہے۔

> "اور تمہارے لیے ایک دائمی مذہبی فریضہ یہ ہو گا کہ تم ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو اپنی جان کو دکھ دینا (روزہ رکھنا) اور کوئی بھی خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے درمیان رہتا ہو کسی طرح کا کام نہ کرے۔ کیونکہ اس روز تمہاری پاکیزگی کے لیے تمہارے واسطے کفارہ دیا جائے گا۔ جب تم اپنے سارے گناہوں سے خداوند کے آگے پاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمہارے خاص آرام کا سبت ہو گا۔ تم اُس دن اپنی جان کو دکھ دینا (روزہ رکھنا) یہ دائمی قانون ہے"[9]

[6] Fasting in The Encyclopaedia Britannica, opt. cit., 193-94/10
[7] Ibid
[8] Isaac Klein, A Guide to Jewish Religious Practice, (New York: KTAV Publishing House, 1979), 242
[9] ۔ کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2010ء)، احبار، 16: 29- 31

بعض یہود کے ہاں سال کا آغاز Nisan سے ہوتا ہے اور بعض کے ہاں ساتویں مہینے یعنی (Tishrei) سے۔ کتاب مقدس میں بیان کردہ عاشورہ کے اس روزہ کا اہتمام Tishrei مہینے کی دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے۔ جو ستمبر کے آخری ہفتے کے دن ہیں۔ یہ روزہ سورج ڈوبنے سے شروع ہو کر تقریباً 25 گھنٹے بعد اگلے دن رات کے شروع ہونے پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس روزے کے دوران کھانے پینے سے اور ازدواجی تعلقات سے مکمل پرہیز کیا جاتا ہے۔ چمڑے کے جوتے جو یہود کے ہاں آرام اور آسائش کی علامت سمجھتے ہیں، ان کے پہننے کی بھی ممانعت ہے۔ اور اس دوران خمسہ موسیٰ اور دیگر احوال و واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو یوم کفارہ کے روزے کے حوالے سے یوں حکم دیا گیا ہے:

> "اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو یوم کفارہ ہے۔ اس روز تمہارا مقدس اجتماع ہو۔ تم روزہ رکھنا اور خداوند کے حضور آتشیں قربانی پیش کرنا" [10]

چنانچہ عام طور سے یہود حضرت موسیٰؑ کی پیروی میں چالیس دن کے روزوں کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن چالیسویں دن کا روزہ ان پر فرض ہے، جو ان کے ساتویں مہینہ (Tishrei) کی دسویں تاریخ کو ہوتا ہے اور اسی لیے اس کو عاشورہ (دسواں) کہتے ہیں، یہی عاشورہ کا دن وہ دن تھا جس میں حضرت موسیٰؑ کو دو تختیوں پر مشتمل احکام عشرہ عطا ہوئے تھے، اور کچھ روایات کے مطابق بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے نجات ملی تھی۔ جیسا کہ اس قبل ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ روزہ کا لفظ آغاز میں یہودی مذہب میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ بعد میں یہ لفظ عام استعمال کیا جانے لگا جس کی ایک مثال ہمیں کتاب مقدس میں سموایل (اول) سے یوں ملتی ہے:

> "چنانچہ وہ سب مِصفاہ میں جمع ہوئے۔ توبہ کا اظہار کر کے اُنہوں نے کنوئیں سے پانی نکال کر رب کے حضور اُنڈیل دیا۔ ساتھ ساتھ اُنہوں نے پورا دن روزہ رکھا اور اقرار کیا، "ہم نے رب کا گناہ کیا ہے" [11]

یہود پر موسوی شریعت میں فرض روزہ صرف ایک ہی تھا، یعنی کفارے کا روزہ، جس کا اوپر کی سطور میں ذکر کیا گیا ہے، لیکن بنی اسرائیل میں ایک کے بعد ایک اللہ کے نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں، انھوں نے کئی روزے خود بھی رکھے اور عوام کو بھی ان کے رکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہود کے ہاں یوم کفارہ کے روزے کے علاوہ بھی کئی روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً زکریاؑ یوں فرماتے ہیں:

> " پھر ربُ الافواج کا کلام مُجھ پر نازل ہُوا۔ کہ ربُ الافواج یُوں فرماتا ہے کہ چوتھے اور پانچویں اور ساتویں اور دسویں مہینے کا روزہ بنی یہوداہ کے لے خُوشی اور خُرمی کا دن اور شادمانی کی عید ہو گا۔ اس لے تُم سچائی اور سلامتی کو عزیز رکھو" [12]

---

[10] کتاب مقدس مطالعاتی اشاعت، 23: 27

[11] ۔ سموایل، 7: 6

[12] ۔ زکریاہ، 8: 18 - 19

یہودی تقویم میں روزہ کے دن محدود اور قدیم ہیں، یہ اس کفارہ کے روزہ کے علاوہ ہیں جو موسوی مذہب میں واحد روزہ ہے، اس کے علاوہ ان کے ہاں "مسلسل روزہ" کے بھی موسم ہیں جن کا تعلق قدیم حوادث اور واقعات سے ہے مثلاً بابل کا "عہد اسیری" یہ چوتھے مہینہ (Tammuz)اور پانچویں مہینہ (Ab) اور چھٹے مہینہ تشری(Tishrei)اور دسویں مہینہ تبت (Tevet)میں پڑتے ہیں۔[13]

ان روزوں کے علاوہ بھی کچھ روزے ہیں جو یہود کے ساتھ پیش آنے والے مختلف واقعات کی یاد میں رکھے جاتے بھی دیگر روزوں کے ساتھ شامل ہیں، یہ لازمی اور جبری نہیں ہیں اور نہ ہی عوام میں ان کو زیادہ مقبولیت حاصل ہو سکی ہے۔ مختلف کتب یہود کے مطابق علمائے یہود میں معمولی اختلاف کے مطابق ان کی تعداد پچیس(25) کے قریب ہے۔[14]

ان کے علاوہ کچھ روزے اور بھی ہیں جن کو علاقائی یا مقامی کہا جا سکتا ہے، ان کا تعلق بھی یہود کے تاریخی مصائب سے ہے، بہت سے روزے مختلف طبقات میں بٹے ہوئے ہیں، ہر طبقہ ایک مخصوص اور المناک تاریخی واقعہ کی یاد میں روزہ رکھتا ہے یا غمی خوشی کی تقریبات کی یادگار کے طور پر اس کو مناتا ہے۔ سال کے پہلے دن کا روزہ یہود کے اکثر طبقات میں رائج ہے، بہت سے روزے یہودی علماء کے اختیار میں ہیں، جو قحط سالی، کسی خطرہ اور مصیبت، یا حکومت وقت کے ظالمانہ قوانین، نیز مختلف آفات اور بلاؤں سے حفاظت کے لیے اپنی صوابدید پر وقتاً فوقتاً یہ روزے عوام الناس پر فرض کرتے رہتے ہیں۔ [15]

کچھ انفرادی روزے بھی ہیں جن کو ہر شخص اپنے حالات اور ضروریات کے پیش نظر رکھ سکتا ہے، یہ روزے بھی شخصی واقعات کی یاد میں گناہوں کے کفارہ کے لیے، یا کسی مصیبت اور افتاد کے وقت رحمت خداوندی کے حصول کے لیے رکھے جاتے ہیں، لیکن یہود کے علماء و فقہاء کے نزدیک یہ روزے اس شخص کے لیے ہیں جو خود عالم یا معلم نہ ہو تاکہ اس کی جمعیت خاطر میں کوئی فرق نہ آنے پائے اور اس کی صحت پر برا اثر نہ پڑے نیز ڈراونا خواب بھی دیکھ کر روزہ رکھا جاتا ہے، عید کے مواقع پر یہودی شریعت میں روزہ رکھنا ممنوع ہے لیکن "تلمود" نے ان دنوں میں روزہ رکھنے کی اجازت اس شرط پر دی ہے کہ عام دنوں میں اس کا کفارہ روزہ ہی کے ذریعہ ادا کیا جائے۔ [16]

معاشرے میں امن و امان و عاجزی و انکساری کا ذریعہ بھی روزے کو قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ یسعیاہ، 58: 4-7 میں بیان ہوا۔

The Jewish Encyclopedia کے مقالہ نگار کے مطابق:

> "All Jewish fasts begin at sunrise and end with the appearance of the first stars of the evening, expect those of the Day of Atonement and the Ninth of Ab, which last from till even."[17]

---

13. Rabbi Adin Steinsaltz, A guide to Jewish Prayer (New York: Schocken Books, 2000), 235
14. Ibid, 336
15. Ibid, 237-38
16. Ibid, 242
17. Fasting and Fast Days in The Jewish Encyclopedia (New York: Funk and Wagnalls Company, 1901), 347-48/5

مقالہ نگار کی وضاحت کے مطابق یہود میں روزہ اشراق سے لے کر رات کے پہلے ستارے کے طلوع تک جاری رہتا ہے سوائے اس روزہ کے جو کفارہ (یہ روزہ ساتویں مہینے یعنی Tishrei کی دس تاریخ کو) کے لیے ہے، اور مئی کی نو تاریخ کو رکھا جاتا ہے، یہ روزہ شام سے شام تک چلتا ہے، عام روزوں کے لیے یہود کے ہاں کوئی خاص احکام و قوانین نہیں ہیں۔
یہود کے ہاں جن چیزوں کے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں گوشت کھانا اور شراب پینا ہے اسی طرح جو چیزیں روزے کے دوران مانع نہیں ہیں ان میں نہانے اور طہارت کی مکمل آزادی ہے جب کہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہی روزوں کے دوران نفسانی خواہشات سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے اور اس مہینے کے دوران اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس ساری بحث سے یہ بات بالکل ثابت ہو جاتی ہے کہ روزہ شریعت یہود میں ایک اہم عبادت کے طور پر شروع ہی سے شامل ہے اور مختلف مواقع پر یہود روزہ رکھ کر شریعت موسوی کے اہم حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

مسیحیت میں روزہ

حضرت عیسیٰؑ کی پرورش اگر دیکھا جائے تو شریعت موسوی کے تحت ہی ہوئی تھی لہذا وہ کوئی دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے مطابق ہی لوگوں کی اصلاح فرماتے اور ساتھ تورات پر ایمان بھی رکھنے اور اس کی تعلیمات کی تصدیق کا بھی حکم دیتے۔ لہذا اگر روزے کے احکامات کو دیکھا جائے تو مسیحیت میں بھی اسی طرح موجود ہیں جس طرح کہ یہودیت میں۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے حواریوں نے یہود میں رائج کچھ احکامات سے بیزاری ظاہر کی ان ہی میں سے ایک روزہ بھی ہے۔ مسیحیت میں روزے کی تعریف کا اگر جائزہ لیا جائے تو۔The Encyclopaedia Britannica کا مقالہ نگار روزے کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "FASTING (from fast, derived from old Teutonic fastêjan; synonyms being the Gr. νηστεύειν, late Lat. jejunare), an act which is most accurately defined as an abstention from meat, drink and all-natural food for determined period. So, it is defined by the Church of England, in the 16th homily, on the authority of the council of Chalcedon and of the primitive Church generally."[18]

روزہ کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اکثر روزہ دار غم زدہ چہرہ بنا لیتے تھے جیسا کہ متی میں ہے یہود روزہ کے دوارن مکمل طور پر غم کی تصویر بنے نظر آتے تھے حضرت عیسیٰؑ نے ان غم کے روزوں سے منع کرتے ہوئے حکم دیا تھا:

> "اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیوں کہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تا کہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو۔ تا کہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے اجر دے"[19]

---

18. Fasting in The Encyclopaedia of Britannica, opt. cit., 193/10

19۔ متی،6: 16-18

کتاب مقدس کی اس آیت میں خود نمائی، ریاکاری اور دکھاوے کے روزوں سے حضرت عیسیٰؑ منع فرمارہے کیوں کہ روزہ تم جس کے لیے رکھ رہے ہو اس کو تمہاری اس حالت کا پتا ہے اور وہ خود ہی تم کو اجر دے گا۔ غالباً اسی لیے کسی اسی قسم کے غم کے موقع کے پر جب یہود نے آپ پر روزہ نہ رکھنے کا اعتراض کیا تو آپ نے اس کا جواب کتاب مقدس میں یوں دیا:

"اور یوحنا کے شاگرد اور فریسی روزہ سے تھے۔ انہوں نے آکر اس سے کہا یوحنا کے شاگرد اور فریسیوں کے شاگرد تو روزہ رکھتے ہیں لیکن تیرے شاگرد کیوں روزہ نہیں رکھتے۔ یسوع نے ان سے کہا کیا براتی جب تک دلہا ان کے ساتھ ہے روزہ رکھ سکتے؟ جس وقت تک دلہا ان کے ساتھ ہے وہ روزہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ دن آئیں گے کہ دلہا ان سے جدا کیا جائے۔ اس وقت وہ روزہ رکھیں گے "[20]

اوپر بیان کردہ تلمیح میں دلہا سے خود حضرت عیسیٰؑ کی ذات مبارک مقصود ہے اور براتیوں سے حضرت عیسیٰؑ کے حواری اور پیروکار مراد ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں ہی کچھ مسیحی مذہبی رہنما یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو واضح طور پر روزے کا حکم نہیں دیا لیکن یہ حقیقت ہے ان کے پیروکاروں نے مستقبل میں روزوں کو اختیار کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں مسیحیت میں روزے کا عام رواج نہ تھا۔ لیکن بعد میں حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں نے روزوں کا اہتمام ان کی غیر موجودگی میں بھی کیا۔[21]

جب ہم مسیحی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں روزوں کی مختلف اقسام کا مشاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ہم یہاں پر تذکرہ پیش کریں گے تاکہ مسیحی روزوں کے ان احکامات کے فلسفے اور حکمت کو سمجھا جاسکے۔ مسیحی لٹریچر کے مطالعے سے ہمیں چالیس دن کے روزوں کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے جو مسیحیت میں رکھے جاتے ہیں اور ان کا مقصد دراصل ایک مسیحی کو روحانی طور پر مضبوط بنانے کے لیے ایک ورکشاپ ہے۔ اور اس کے ذریعے سے اُس میں احساس ہمدردی اور اچھے کاموں کے لیے ابھارنے کا کام کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک مشہور مسیحی مصنف لکھتے ہیں:

> "The purpose of Great Lent is to prepare the faithful to not only commemorate, but to enter into the passion and Resurrection of Jesus. The totality of the Byzantine Rite life centers around the Resurrection."[22]

ویٹی کن کی قانونی اصلاحات سے قبل مسیحی ان روزوں کے دوران اتوار کے علاوہ صرف ایک دن کا کھانا کھاتے تھے۔ اس دوران وہ جمعہ اور سال کے کچھ دیگر ایام میں بھی گوشت سے پرہیز کرنا ہوتا تھا۔ عصر حاضر میں بہت کم کیتھولک روزہ رکھتے ہیں حالانکہ احکامات میں بہت زیادہ نرمی کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے اصل احکامات میں بھی کافی کمی اور فرق محسوس کیا

---

[20]. مرقس، 2: 18-20؛ لوقا، 5: 33-39

[21] اعمال، 9:9؛ 13: 1-3؛ 14: 23

[22]. Bishop Kallistos Ware, The Meaning of the Great Fast (Pennsylvania: St. Tikhon's Seminary Press, 2002) p.13-14

جاسکتا ہے۔[23] ان روزوں کا اختتام ایسٹر کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ عیسیٰؑ کی پیدائش کے روزے 15 نومبر سے 24 دسمبر کے دوران رکھے جاتے ہیں۔ اس بارے میں Joseph Bingham بیان کرتے ہیں۔

> "The fast of December, or the tenth month, by some called the Advent, or Nativity fast, is mentioned by Philastrius as one of the four solemn fasts of the Church."[24]

ان روزوں کا اہتمام دسمبر میں کیا جاتا ہے۔ ان روزوں میں مچھلی، شراب اور تیل کی مختلف کھانوں پر Evangelist Matthew اور دیگر مسیحی علما اور سلسلوں کی طرف سے اجازت دی گئی ہے۔ جبکہ Orthodox مطابق وہ شخص جو بیمار، نوجوان یا بہت بوڑھا ہو اور وہ مائیں جو بچوں کو دودھ وغیرہ پلاتی ہیں اُن کو روزوں سے استثنیٰ حاصل ہے۔

روزوں کے دوران مسیحی جن چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ معمول، مطلق اور جزوی نوعیت کی ہیں۔[25] معمول کے روزوں میں کھانا کھانے سے اجتناب جبکہ پانی پینے پر کوئی پابندی نہیں۔ اس کا تذکرہ ہمیں کتاب مقدس میں ملتا ہے:

"اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اسے بھوک لگی"[26]

مسیحی علماء اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے ان چالیس دنوں میں کوئی چیز نہیں کھائی لیکن پانی پیتے رہے۔ دوسری قسم کا روزہ مطلقاً کھانے پینے سے رک جانے کا نام ہے۔ جیسا کہ اعمال میں ساؤل کے بارے میں ہے:

"وہاں تین دن کے دوران وہ اندھا رہا۔ اِتنے میں اُس نے نہ کچھ کھایا، نہ پیا"[27]

تیسری قسم جزوی روزے کی ہے جس کا استدلال مسیحی علماء عہد نامہ قدیم میں موجود دانیال کی مثال سے لیتے ہیں جس میں انہوں نے مختلف قسم کے کھانوں سے اجتناب کیا تھا۔[28]

مشرقی آرتھوڈاکس مسیحیت میں روزوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور وہ اس کو اجتماعی اور انفرادی روزوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کا اہتمام ان کے ہاں عام ہے۔ اجتماعی طور پر جب تمام مخلص لوگوں نے اکٹھے ہو کر دعا کرنا ہوتی ہے تو اس کا وہ اہتمام کرتے ہیں۔[29] انفرادی سطح پر وہ سمجھتے ہیں کہ روزہ خدا اور بندے کے درمیان ایک خفیہ معاملہ ہے چنانچہ ان کے ہاں خیرات، نماز و دعا اور روزہ مذہب کے خصوصی ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔[30]

---

23. Joseph Martos, The Sacraments: An Interdisciplinary and Interactive Study, (Minnesota: Liturgical Press, 2009), p. 80

24. Joseph Bingham, Richard Bingham, the Antiquities of the Christian (London: W. Straker Ltd., 1840), 240

25. Mahesh Chavda, The Hidden Power of Prayer and Fasting, (Shippensburg: Destiny Image Publishers, 2007). P. 132

26 متی،4: 2

27 اعمال،9: 9

28 دانیال،10 : 3

29. Dimitri Conomos, "Fasting" The Encyclopedia of Eastern Orthodox Christianity, (Sussex: Blackwell Publishing Ltd., 2011), pp. 242, 243

30. Robyn E, Lebron, Searching for Spiritual Unity, (USA: WestBow Press, 2016), pp. 223 - 226

مسیحی مصنفین روزوں کی سات اقسام بتاتے ہوئے روزے کی معنویت اور مقاصد کو ظاہر کرتے ہیں ان اقسام کی تفصیل جاننے کے لیے مسیحی مصنفین Dana Candler اور Mike Bikle کی کتاب The Rewards of Fasting سے مراجعت کی جاسکتی ہے جنہوں نے ان ساتوں اقسام کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے ۔[31] انہی مصنفین نے قارئین کی دلچسپی کے لیے ایک اور تقسیم بھی اگلے صفحات میں کی ہے۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسیحی علماء روزے کے مقاصد، معنی اور مفہوم کو بیان کرنے میں کس قدر ذوق دکھاتے ہیں حالانکہ اکثر مسیحی فرقوں اور معاشروں میں روزے رکھنے کے حوالے سے تساہل برتا جاتا ہے۔

لیکن یہ الگ بات ہے کہ مسیحیت میں روزوں کے لیے کوئی باقاعدہ نظام متعارف نہیں کروایا گیابلکہ اس سلسلے میں بعض معاملات کو انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیاہے۔ جس کے باعث اس کو نافذ کرنے کا نظام کمزور پڑ گیا۔ چوں کہ سارااختیار روزہ دار کے پاس تھااور روزہ کے دن کھانے کی مقدار اور اقسام کا تعین سب اسی کے سپرد کر دینے کی وجہ سے سستی، کاہلی، روزہ خوری اور خیانت ان کی عادت ثانیہ بن گئی۔ لوگوں نے حدود سے تجاوز شروع کر دیااور ان کی نگرانی اور محاسبے کا بھی کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا، یہی وجہ تھی کہ اگر کسی روزہ خور سے کوئی یہ کہتا کہ تم دن کے وقت کیسے کھا پی سکتے ہو تو وہ آسانی سے یہ جواب دیتا کہ میرا روزہ تو ختم ہو چکا ہے اور اگر افطار کے وقت اس کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ برملا جواب دیتا کہ میرا روزہ تو ابھی شروع ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی جس کے باعث مسیحیت کے پیروکار روزہ کے اخلاقی اور روحانی فوائد سے محروم ہوگئے بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ صحیح ہو گا کہ روزہ کی حقیقت ہی ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور اس کی جگہ افراط و تفریط نے لے لی۔

اسلام میں روزہ

اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں جن میں سے روزہ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن وستون ہے۔ جس کی پابندی شہادتِ توحید ورسالت اور نماز کے بعد ایک مستقل فرض کی حیثیت رکھتی ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان رمضان المبارک کے مہینے میں روزوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ روزوں کا اہتمام حضورؐ نے اپنی پوری زندگی میں کیا۔ قبل از اسلام قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے اور عجب نہیں کہ کہ آپ ﷺ کی تبعیت میں دوسرے صحابہ بھی روزے رکھتے ہوں۔ بعثت نبوی ﷺ سے قبل یہود و نصاریٰ عاشورہ کے روزے کا اہتمام کرتے تھے۔ اسی طرح "ایام بیض" یعنی ہر قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے روزوں کا بھی یہود و نصاری اہتمام کرتے تھے اور اپنے متلقین کو بھی ان کے اہتمام کے لیے کہتے تھے۔ ان تین دنوں کے روزے سابقہ امتیں بڑے اہتمام کے ساتھ رکھتی تھیں۔ رمضان المبارک کی ۲ ھجری میں فرضیت کے بعد ان روزوں نے سنت کی حیثیت اختیار کر لی کیوں کہ حضورؐ نے ان روزوں کا بعد ازاں اہتمام باقاعدگی سے فرمایا۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (م1979ء) اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

[31] Mike Bikle, Dana Candler, The Rewards of Fasting, (Kansas: Forerunner Publishing, 2005), p. 21

"اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے ابتدا میں مسلمانوں کو صرف ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی، مگر یہ روزے فرض نہ تھے۔ پھر ۲ ھجری میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا"[32]

روزے کو عربی میں "صوم" کہا جاتا ہے۔ جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے باز رہنے اور رک جانے کا ہے۔ ابن جریر طبریؒ (م 310ھ) "الصیام" کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ومعنى الصيام، الكف عما أمر الله بالكف عنه. ومن ذلك قيل: صَامت الخيل، إذا كفت عن السير، ومنه قول نابغة بني ذبيان: خَيْلٌ صِيَامٌ، وخَيْلٌ غَيْرُ صَائِمَةٍ ... تَحْتَ العَجَاجِ، وأُخْرَى تَعْلُكُ اللُّجُمَ"[33]

ابن منظور افریقیؒ (م 711ھ) صوم کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"الصوم: ترك الطعام والشراب والنكاح والكلام، صام يصوم صوما وصياما واصطام، ورجل صائم وصوم من قومصوام وصيام وصوم بالتشديد. وقوله عز وجل :﴿ إني نذرت للرحمن صوما ﴾ قيل: معناه صمتا، ويقويه قوله تعالى :﴿فلن أكلم اليوم إنسيا ﴾وفي الحديث» :قال النبي ﷺقال الله تعالى: كل عمل ابن آدم له إلا الصوم، فإنه لي؛ قال أبو عبيد: إنما خص الله تبارك وتعالى الصوم بأنه له وهو يجزي به، وإن كانت أعمال البر كلها له وهو يجزي بها؛ لأن الصوم ليس يظهر من ابن آدم بلسان، ولا فعل فتكتبه الحفظة، إنما هو نية في القلب وإمساك عن حركة المطعم والمشرب يقول الله تعالى: فأنا أتولى جزاءه على ما أحب من التضعيف وليس على كتاب كتب له؛ ولهذا »قال النبيﷺ :ليس في الصوم رياء .«وقال سفيان بن عيينة» :الصوم هو الصبر يصبر الإنسان على الطعام والشراب والنكاح، ثم قرأ: ﴿إنما يوفى الصابرون أجرهم بغيرحساب ﴾ "[34]

صوم کا لغوی معنی ہے رکنا۔ جب عین دوپہر کا وقت ہو جائے تو کہا جاتا ہے صَامَ النھارُ (دن رک گیا) کیوں کہ سورج جب آسمان کے وسط میں پہنچتا ہے تو ایسے دیکھائی دیتا ہے گویا وقت ٹھہر گیا ہے۔ اصطلاح شرع روزے کی تعریف یہ ہے:

"الإمساك عن الاكل والشرب والجماع مع النية في وقت مخصوص"

"روزے کی نیت سے مخصوص وقت میں کھانے، پینے اور جماع سے رکنا ہے"

قرآن پاک میں ہمیں دو طرح کے روزوں کا ذکر ملتا ہے ایک رمضان المبارک کے فرض روزے جو کچھ استثنیٰ کے ساتھ تمام اہل ایمان پر سال میں ایک بار فرض ہے اور دوسرے کچھ گناہوں کی قسم کے کفارہ کے لیے رکھے جانے والے روزے۔

---

32 سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، طبع سینتیس 2004ء)، 1/ 141

33 محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن، المحقق: أحمد محمد شاکر (بیروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1420ھ) 3/ 409

34 ابن منظور افریقیؒ، تحقیق: امین محمد عبد الوھاب و محمد الصادق العبیدی، لسان العرب (بیروت: دار احیاء التراث العربی، الطبعة الثانیة 1419ھ) 7/ 445

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کے باب میں بلا استثنائے مرد وزن تمام اہل ایمان کو ارشاد فرمایا:

"يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"[35]

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ"

روزہ کو فرض کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک مثال سے دیا ہے، روزوں کو اختیار کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ روزہ صرف حضورؐ کی امت ہی پر فرض نہیں، بلکہ سابقہ انبیائے کرامؑ کی امتوں پر بھی فرض تھے۔ یوں ہمیں روزوں کی خصوصی اہمیت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں کی دلجوئی بھی ہوتی ہے کہ روزہ اگرچہ دقت طلب عبادت ہے، مگر یہ دقت تم سے پہلے لوگ بھی اٹھاتے ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ عام ہیں، جو حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک جیسا کہ ہم نے اس قبل بیان کیا کہ روزے کی فرضیت کا حکم دوسری صدی ہجری میں تحویلِ قبلہ سے قبل شعبان میں نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہم نے اس مہینہ کو اپنی وحی اور آسمانی کتب کے نزول کے مخصوص کر رکھا ہے، اسی لیے قرآن پاک کو بھی اسی مہینے میں نازل کیا گیا۔ مفتی محمد شفیعؒ بیان کرتے ہیں:

"مسند احمد میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے رمضان کی پہلی تاریخ میں نازل ہوئے، اور تورات چھ رمضان میں، انجیل تیرہ رمضان اور قرآن چوبیس رمضان میں نازل ہوا، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ زبور بارہ رمضان میں، انجیل اٹھارہ رمضان میں نازل ہوئی"[36] ارشاد اللہ تعالیٰ ہے:

"شَهْرُ رَمَضانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدىً لِلنَّاسِ وَبَيِّناتٍ مِنَ الْهُدى وَالْفُرْقانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كانَ مَرِيضاً أَوْ عَلى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلى مَا هَداكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ"[37]

"رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں

---

[35] البقرۃ، 2: 183

[36] مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن)، 1 / 448

[37] البقرۃ، 2: 185

چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جارہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو"

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے دوران بیماروں اور مسافروں کے لیے روزوں میں تخفیف اور دیگر ایام میں گنتی پوری کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أَيَّاماً مَعْدُوداتٍ فَمَنْ كانَ مِنْكُمْ مَرِيضاً أَوْ عَلى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ"[38]

"گنتی کے چند روز پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو"

ایسا شخص جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے بیماری بڑھ جانے کا خدشہ ہو یا وہ سفر میں ہو تو ایسی صورت میں وہ روزوں کو موخر کرسکتا ہے لیکن سفر اس طرح کا ہو کہ فاصلہ اس قدر ہو کہ اسے سفر کہا جاسکتا ہو۔ قرآن پاک میں تو سفر کی حد کی صراحت تو نہیں ملتی لیکن احادیث مبارکہ میں اس حوالے سے کافی وضاحت موجود ہے۔ یہ نہیں کہ چار یا پانچ میل کے سفر کو سفر سمجھ لیا جائے۔ اسی طرح جو شخص تندرست بھی ہو اور مقیم بھی ہو اور روزہ نہ رکھے تو پھر اس کے لیے روزوں کا فدیہ دینا ہو گا۔ جس کی معلومات کے حوالے سے ہم کتب فقہ سے مراجعت کرسکتے ہیں۔

دوسری قسم جس کا ہم نے ابتدائی سطور میں تذکرہ کیا وہ کفارے کا روزہ ہے جو کہ مختلف گناہ سرزد ہو جانے پر ایک مسلمان اہتمام کرتا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔"[39]

"اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کردو (۱) اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو (۲) یا ان کو کپڑے دینا (۳) یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرانا (۴) اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن روزے ہیں (۵) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے

---

[38] البقرۃ، 2: 183

[39] المائدہ، 5: 89

واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر کرو" اسی طرح کچھ نفلی روزے بھی ہیں جن کا اہتمام ایک مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق کر سکتا ہے۔[40]

حضورؐ نے اپنے فرامین میں رمضان المبارک اور اس کے روزوں کی اہمیت کا جو درس دیا ہے اس کا احاطہ تو الفاظ میں دشوار ہے لیکن ہم یہاں حضورؐ کے چند فرامین کو بیان کریں گے۔ رمضان المبارک گناہوں کی بخشش و مغفرت کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"[41]

"جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"

روزہ رکھنے والے کے لیے جنت کے دروزے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروزے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

"إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ.وفي رواية : فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ،وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ"[42]

"رمضان کے آغاز میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ) جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان (زنجیروں میں) جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

انسان کے ہر عمل کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں جب کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ خود دیتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

" كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ"[43]

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بنی آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزہ کے۔ روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں"

روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو خوشیاں رکھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

"للصائم فرحتان يفرحهما: اذا افطر فرح، واذا لقى ربه فرح بصومه"[44]

---

[40] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ، (الریاض: دارالسلام للنشر و التوزیع، الطبعۃ الثانیۃ 1419ھ)، رقم:1981

[41] ایضاً، کتاب الصوم، باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان، رقم:38

[42] ایضاً، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ إبلیس وجنودہ، رقم:3103

[43] ایضاً، کتاب الصوم، باب ھل یقول إني صائم إذا شتم، رقم:1904

[44] ایضاً

"روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔"

جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے مخصوص ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ : أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَايَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْاأُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ"[45]

" جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار اس میں سے داخل ہوں گے اور اُن کے سوا اس دروازہ سے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا: کہاں ہیں روزہ دار؟ پس وہ کھڑے ہوں گے، ان کے علاوہ اس میں سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، پھر کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا"

جنت کے دروازوں کو انسانوں کے اعمال سے مخصوص کیا گیا ہے۔ پس جو شخص دنیا میں کوئی عمل کرے گا وہ جنت میں اس عمل کے دروازے سے داخل ہو گا۔

روزے کو گناہوں کے خلاف ڈھال اور جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے جس طرح ڈھال انسان کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح روزہ ایک مسلمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔[46]

روزہ چوں کہ انسان کو شہوت رسانی سے محفوظ رکھتا ہے اس لیے وہ جہنم کی آگ سے آڑ بن جائے گا۔ روزہ کو ڈھال اس لیے بھی قرار دیا گیا ہے کہ وہ انسان کو خطرناک قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ روزہ قیامت کے دن ایک روزہ دار کی شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول کرے گا۔ اور اس کی بنا پر روزہ دار کی بخشش کر دی جائے گی۔[47]

جس طرح مال کی زکوٰۃ روپیہ پیسہ ہے اسی طرح جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"لِكُلِّ شَيءٍ زَكَاةٌ وَ زَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ. وَقَالَ : الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ"[48]

"ہر ایک چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے"

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں رمضان المبارک اور روزوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص روزہ رکھ کر بھی اپنے اعمال میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا بلکہ اسی طرح کی زندگی کو اختیار کئے رکھتا ہے جس طرح کے پہلے تھی تو اس کے بارے میں فرمایا:

---

[45] مسلم بن مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، (الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ 1419ھ)، رقم:1152

[46] أحمد بن حنبل، المسند، رقم:15299

[47] ایضاً، رقم:6626

[48] ابن ماجہ، السنن، کتاب الصیام، باب في الصوم زکاۃ الجسد (الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ 1419ھ)، رقم:1745

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَولَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ اللهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ"[49]

" جو شخص (بحالتِ روزہ) جھوٹ بولنا اور اس پر (برے) عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے"

اوپر بیان کردہ قرآنی احکامات اور حضورؐ کے ارشادات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزوں کے اہتمام کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کو متقی، شکر گزار، صابر، اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے والا بنانا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ضرورت مند بھائی بہنوں کی مدد کا ذریعہ بھی بنایا ہے کہ رمضان المبارک میں صدقہ فطر کی ادائیگی نماز عید سے قبل لازمی قرار دی۔

حاصل کلام

روزہ کے بارے مذکوہ بالا بحث کے اہم نکات کچھ یوں ہیں کہ:

1۔ اکثر روزے کچھ ایام سے مخصوص ہیں۔ جیسے یہودیت میں یوم کپور، مسیحیت میں مصلوبِ مسیحؑ اور اسلام میں نزول قرآن۔

2۔ تینوں مذاہب میں ہفتہ وار روزوں کا تصور بھی ملتا ہے۔

3۔ انفرادی روزوں کا اہتمام بھی تینوں الہامی مذاہب میں موجود ہے۔

4۔ تینوں الہامی مذاہب میں روزوں کے دوران خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

5۔ اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون رمضان ہے لیکن باقی دونوں مذاہب میں اس کا خصوصی طور پر اہتمام نہیں ہے۔

6۔ مسیحیت کے برعکس یہودیت اور اسلام میں روزہ کو مستقل حیثیت حاصل ہے اور دونوں میں کھانے، پینے اور جسمانی تعلق قائم کرنے سے اجتناب برتنے کا حکم ہے جبکہ مسیحیت میں پانی پینے کی اجازت ہے۔

7۔ تینوں مذاہب میں روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے اوقات میں اختلاف موجود ہے۔

8۔ تینوں الہامی مذاہب اس کے قائل ہیں کہ روحانیت کے بغیر روزہ بے معنی ہو جاتا ہے۔

9۔ تینوں مذاہب میں روزہ رکھنے کے عمومی مقاصد میں خدا کی خوشنودی، گناہوں کا کفارہ، خدا کی شکر گزاری اور نفسانی خواہشات پر قابو پانا مشترک ہے۔

10۔ یہودیت میں روزہ رکھنے کا ایک مقصد دکھ کا اظہار ہے لیکن مسیحیت اور اسلام میں ایسی کوئی وجہ تلاش نہیں کی جاسکتی۔

11۔ تینوں مذاہب میں روزے کا ایک مقصد دوسروں کی مدد بھی ہے۔

12۔ تینوں مذاہب میں روزہ کو دکھاوے کا ذریعہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

13۔ تینوں الہامی مذاہب میں بیماروں، بوڑھوں اور حاملہ خواتین کو روزوں سے استثنیٰ دیا گیا ہے۔

[49] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1804۔